## سوال

(337) طلاق کی نیت کے بغیر غصے کی حالت میں طلاق دینا

## جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ میں نے آج سے تقریباً ڈیڑھ ماہ پہلے غصے میں اپنی بیوی سے کہا تھا کہ تم مجھے پریشان نہ کرو ورنہ میں نے تجھے طلاق دے دینی ہے اور پھر میں نے آج سے تقریباً پندرہ دن پہلے اپنی بیوی کو بد دعا دیتے ہوئے کہا کہ جا تیرا بیڑا غرق طلاق کے ساتھ ہو اور ان دونوں وقتوں میں سخت غصے میں تھا میں دونوں دفعہ یہ الفاظ طلاق کی نیت سے نہیں کہے بلکہ اپنی بیوی کو ڈرانے دھمکانے کی غرض سے کہے تھے تاکہ وہ میری فرمان بردار رہے آپ شریعت کی رو سے فتویٰ صادر فرمائیں کہ یہ طلاق واقع ہو چکی ہے کہ نہیں ۔ اور میں حلفاً کہتا ہوں کہ میں نے ان دونوں موقعوں کے علاوہ کبھی اپنی اس بیوی کو کسی طرح بھی زبانی کلامی طلاق یا تحریری طلاق کبھی نہیں دی ۔ اگر میں جھوٹ بولوں تو اس کا میں خود ذمہ دار ہوں گا۔ اور اس فتویٰ کا بوجھ میری گردن پر ہوگا۔ اور اس دوسری طلاق کو تقریباً 13۔12 دن ہو چکے ہیں ۔ (سائل خالد جاوید ولد تاج الدین شیخ مکان نمبر 16 علوی سٹریٹ نمبر 40 میں نسبت روڈ، لاہور)

---

# الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

بشرط صحت سوال صورت مسؤلہ میں طلاق واقع نہیں ہوئی وہ محض دھمکی ہے اور انشائی کلام ہے ۔ لہذا یہ شمار نہیں ہوگی ، کیونکہ طلاق خبر کلام کے ساتھ واقع ہوتی ہے ، یعنی طلاق وہ واقع ہوتی ہے جو جملہ خبریہ ، یعنی ماضی کے الفاظ پر مشتمل ہو یعنی میں نے تجھے طلاق دے دی ہے ۔ یا طلاق دے چکا ہوں ۔ تو مطلقہ ہے وغیرہ جملہ استعمال کرنے سے طلاق واقع ہو جاتی ہے ۔ ورنہ نہیں ۔ یہاں بھی چونکہ طلاق کے لفظ کو مستقبل کے ساتھ متعلق کر دیا ہے ۔ لہذا طلاق واقع نہیں ہوئی ۔ ہاں البتہ دوسری دفعہ چونکہ جملہ خبریہ ماضیہ بولا گیا ہے ، یعنی جا تیرا بیڑا طلاق کے ساتھ غرق ہو۔ اس دوسری صورت میں متبادر یہی سمجھ آتا ہے کہ طلاق واقع ہو چکی ہے ۔ پس اس جملہ کے بولنے پر لفظ طلاق منہ سے نکل چکا ہے ، لہذا ایک رجعی طلاق واقع ہو چکی ہے ۔ اور رجعی طلاق میں عدت کے اندر رجوع شرعاً جائز ہے ۔ چنانچہ قرآن مجید میں ہے :

الطَّلاقُ مَرَّتانِ ۖ فَإِمساكٌ بِمَعروفٍ أَو تَسريحٌ بِإِحسـٰنٍ ﴿٢٢٩﴾... البقرة

کہ رجعی طلاق دو دفعہ ہے تو یا ت شرافت اور شائستگی کے ساتھ بیوی کو روک لینا ہے یا پھر اچھے طریقہ کے ساتھ اسے چھوڑ دینا ہے ۔ اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ رجعی طلاق میں طلاق واپس لینا جائز ہے ۔ تفسیر ابن کثیر میں ہے امام ابن کثیر (الطَّلاقُ مَرَّتانِ فَإِمساكٌ بِمَعروفٍ أَو تَسريحٌ بِإِحسـٰنٍ) کی تفسیر کے تے ہوئے ارقام فرماتے ہیں : ای اذا طلقتھا واحدة او اثنتین فانت مخیر فیھا مادامت عدتھا باقیة بین ان تردھا الیک ناویا لاصلاح بھا والاحسان الیھا وبین ان تترکھا حتی تنقضی عدتھا فتبین (تفسیر ابن کثیر ج 1 ص 292)

کہ جب تو ایک طلاق یا دو طلاقیں دے بیٹھے تو تجھے عدت کے اندر اصلاح کی نیت سے اپنی بیوی سے رجوع کر لینے کا اختیار ہے اور اسی طرح چھوڑ دینے کا بھی اختیار ہے تاکہ وہ عدت گزار کر تیرے حبالہ عقد سے آزاد ہو جائے۔ اس تفسیر سے بھی واضح ہوا کہ رجعی طلاق واپس لے لینا شرعا جائز ہے۔

خلاصہ کلام یہ کہ صورت مسؤلہ میں صرف ایک رجعی طلاق واقع ہوئی اور چونکہ سوالنامہ کی خط کشیدہ کے مطابق اس طلاق پر صرف 12 یا 13 دن گزرے ہیں لہذا عدت باقی ہے اور نکاح سابق بحال ہے اس لئے طلاق دہندہ اپنی مطلقہ رجعیہ سے رجوع شرعا کر سکتا ہے اور یہ رجوع بلاشبہ جائز ہے۔ میں نے جواب بشرط صحت اور سائل کی حلف پر اعتماد کرتے ہوئے لکھا ہے۔ اگر سائل نے کذب بیانی کی ہو تو وہ خود اس کا ذمہ دار ہے کیونکہ مفتی کا قلم حلال اور حرام، اور حرام کو حلال نہین کر سکتا۔ اور مفتی قانونی سقم اور عدالتی جھمیلوں کا ہرگز ذمہ دار نہ ہوگا۔

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

## فتاویٰ محمدیہ

**ج1ص826**

محدث فتویٰ